جناب علی ارشد صاحب فیصل آباد

فتنۂ قادیانیت

اور

مولانا عبد الماجد دریابادی

پچھلے کئی ماہ سے "الحق" کے صفحات میں "مولانا دریابادی۔ اور "فتنۂ قادیانیت" کے موضوع پر معرکہ بحث برپا ہے۔ قارئین "الحق" کی آسار بھی نقل کی جارہی ہیں۔ میں نے سوچا، میں بھی فریقین کا ہاتھ بٹاؤں۔

مولوی حاجی ظفر الملک۔ لکھنؤ سے "سچ" کے نام سے ایک ہفتہ روزہ نکالتے تھے۔ پرچہ کے مدیر مولانا عبد الماجد دریابادی تھے۔ "سچی باتیں" اداریتی صفحات کا عنوان تھا۔ ۱۹۳۰ء کی فائل سے چند اقتباسات بلا تبصرہ نقل کر رہا ہوں۔

مجنونانہ حرکت | "یہ مہذب شستہ عنوان لاہوری "احمدیوں" یا مرزائیوں کے ترجمان پیغام صلح نے اس خبر کے لئے تجویز لیا ہے کہ مجلس تحفظ ناموس شریعت نے سارداایکٹ کے خلاف مجبوراً سول نافرمانی اور قانون شکنی کا مشورہ عام مسلمانوں کو دیا ہے جو فیصلہ آج سارے اسلامی ہند نے متفقہ آواز سے کیا ہے۔ جس فیصلہ پر لاہور، دہلی، دیوبند و فرنگی محل، بہار و دکن، سارے ہندوستان کے علماء اور قومی رہنما سب متحد ہو چکے ہیں۔ وہ پیغام صلح کی نرم اور شیریں زبان میں "ایک مجنونانہ حرکت" (پرچہ مورخہ ۲۸ شوال ص ۲ ک ۳) سے زائد نہیں۔

کاش اس "جنون" کے مقابلہ میں اپنی "ہشیاری" کی بھی شرح فرمادی ہوتی۔ اور اس "مجنونانہ حرکت" کے بالمقابل اپنے "دانشمندانہ سکون" کے وقائع واسرار بیان فرمادیئے گئے ہوتے "جنون" کا اطلاق اس فیصلہ پر شاید اس لئے ہورہا ہے کہ یہ جمہور مسلمین کا متفقہ فیصلہ ہے۔ اور جمہور مسلمین کا کسی ایک نقطہ پر اتحاد و اتفاق قدرتاً "احمدی" یا "مرزائی" کیمپ میں اضطراب پیدا کر دیتا ہے۔ یا "جنون" کا لقب اسے اس لئے عطا ہورہا ہے کہ اس میں سرکار ابد قرار سے رشتۂ وفا وہوا خواہی جوڑنے کے بجائے۔ اس کے ایک قانون سے بغاوت کی تلقین کی گئی ہے اور قانون شکنی کا نام سنتے ہی "احمدیہ بلڈنگس" کے درودیوار میں زلزلہ سا پڑ جاتا ہے؟ جو لوگ ہمیشہ دوسروں کی زبان

درازی اور اپنی مظلومیت کے گلے شکوے میں لگے رہتے ہیں۔ خدا معلوم وہ کیوں زبان درازی و تلخ کلامی میں اتنے بیباک ہو جاتے ہیں۔"

(ہفت روزہ سچ لکھنؤ ۱۱ اپریل ۱۹۳۰ء ص ۲ ک ۳)

نام کا اسلام

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کے وقت اسلام کی تعلیم کا مغز یہ سمجھا جاتا تھا کہ لوگوں میں علم و ہنر کو ترقی دی جائے اور بنی نوع انسان سے جہالت و گمراہی کو دور کیا جائے حضرت نبی کریمؐ نے فرمایا تھا کہ علم ایمان سے افضل ہے ..... حضرت نبی کریم یہ چاہتے تھے کہ اچھی چیز منتخب کی جائے اور اسے ترقی دی جائے انہی اصول پر عمل کر کے قدیم زمانہ کے مسلمانوں نے علوم کے مرکز قائم کئے ..... کارڈوواکی لائبریری میں ۴ لاکھ نایاب کتابوں کا ذخیرہ موجود تھا ..... اسپتال حیوانات کے شفاخانے وغیرہ انہی کوششوں کے نتائج تھے۔"

(ڈاکٹر گریز فرانسیسی در پیغام صلح لاہور ۔ ۲۳ مارچ ۱۹۳۰ء)

یہ ایک فرنچ "نومسلم" کے مراسلہ کا اقتباس ہے جسے لاہوری "احمدی" (مرزائی) جماعت کے ترجمان پیغام صلح نے "ہماری تبلیغی ڈاک" کے زیر عنوان اپنے پہلے صفحہ پر فخر و مسرت کے ساتھ شائع کیا ہے اور اسی قسم کے مراسلات و خطوط اس میں عموماً نکلتے رہتے ہیں۔ یہ ایک نمونہ ہے "احمدی تبلیغ" کا؟ یہ نمونہ ہے۔ "مرزائی" عقائد اسلامیہ کا، جس فقرہ کو اقتباس بالا میں جلی کر دیا گیا ہے قطع نظر اس کے کہ وہ "حدیث" حدیث کی کس کتاب میں روایت ہوئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کل کائنات "احمدیت" کے نقطہ نظر سے بس اتنی رہ جاتی ہے۔ کہ آپؐ اپنے وقت کے ایک زبردست تعلیمی مصلح تھے اور آپ کا مشن گویا دنیا میں جبری ولازمی تعلیم کا اجرا کر دینا تھا اور بس ....

اگر اسلام کا مقصد واقعی بڑے سے بڑے کتب خانے قائم کرا جانے۔ بڑے بڑے اسپتال کھلوا جانا تھا تو گویا عہد رسالت اور عہد صحابہ میں اسلام اپنے مقصد میں (معاذ اللہ) تمامتر ناکام رہا لیکن آج ساری دنیا میں اسلام ہی اسلام پھیلا ہوا ہے .....۔"

(ہفت روزہ سچ لکھنؤ ۱۱ اپریل ۱۹۳۰ء ص ۲، ۳)

"کذب آفریں لغاظی" اور "معاندانہ جذبات" "مجنونانہ حرکت کے بعد یہ ان مہذب و شستہ نوٹوں کے عنوانات ہیں جن میں لاہور کے مرزائی آرگن "پیغام صلح" نے اپنی ۲۳ اپریل کی اشاعت میں سچ کا جواب تحریر فرمایا ہے اور اپنے کسی پہلے نمبر کا بھی حوالہ دیا ہے جو افسوس ہے کہ مدیر سچ کے پاس ہنوز نہیں پہنچا۔ معاصر موصوف کی شیریں بیانی کا یہ پہلا نمونہ نہیں۔ بجز امیر جماعت مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین اور صدر الدین صاحبان

کہ اس جماعت کے مشاہیر ارکان کا سارا لٹریچر ٹھیک اسی زبان میں ہے خصوصاً انگریزی پرچہ لائٹ اور اس سے کسی قدر اتر کر خود "پیغام صلح" کی بھی پیچی قابلیں تو جہاں تک علمائے اسلام کا تعلق ہے یقیناً پیغام صلح ہی نہیں بلکہ اس سے بڑھ کر دعوت انقلاب و اشاعت بھی ہے۔ لیکن جہاں تک اکابر علمائے اسلام کا تعلق ہے بہتر ہو گا کہ اس کی تفسیر کے لئے کوئی لفظ "مرزائی" لٹریچر ہی سے تلاش کیا جائے۔ معاصر موصوف نے بڑے زور شور سے لکھا ہے کہ جو لوگ گلشن اسلام کی ویرانی سے دلچسپی لے رہے ہیں وہ خدا کی امانت کے خائن ہیں۔ اور پھر معاً دعویٰ کا یہ ثبوت دیا ہے کہ جمعیۃ العلما کے اختلافات کا تذکرہ خوب ہی دلچسپی اور شوق سے فرما رہا ہے۔ اگر علماء کے موجودہ اختلافات ہی ان کے مردود ہونے کی کافی دلیل ہیں۔ تو لاہوری اور قادیانی اختلافات کی بابت کیا ارشاد ہوتا ہے۔

(ہفت روزہ سچ لکھنؤ ۲ مئی ۱۹۳۰ء صـ۲)

ہفت روزہ سچ ۱۳ تا ۲۰ جون ۱۹۳۰ء کے شمارے میں مولوی جمیل احمد تھانوی استاذ مظاہر العلوم سہارنپور کا مضمون "تکفیر و تفریق" کے عنوان سے شائع ہوا۔ مضمون نگار بتلاتے ہیں کہ "افاضل قادیان نے یہ دعویٰ بڑی بلند آہنگی سے کر دیا ہے۔ کہ جو علماء کسی ایسے فرقے کو جو خود کو مسلم کہتا ہو، کافر بتائیں وہ تکفیر نہیں بلکہ تفریق بین المسلمین کر رہے ہیں"

مولانا جمیل احمد تھانوی لکھتے ہیں:۔

"کیا لطیف پیرایہ میں حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی تعبیر فرمایا کرتے ہیں کہ علماء کسی کو کافر بناتے نہیں فر بتاتے ہیں۔ یعنی بناتے تو وہ لوگ ہیں جو عقائد و ایمان میں تغیر پیدا کر دیتے ہیں۔ اور بتا علماء دیتے ہیں"

آگے لکھتے ہیں کہ:۔

"… نسبت یہ کہ "الٹا چور کوتوال کو ڈانٹتا ہے" کا فر بناتے تو ہیں قادیانی اور بعض اہل تشیع، دہری اور نیچری وغیرہ وغیرہ اور علماء صرف اس دھوکہ کو ظاہر کرتے ہیں۔ تو ان پر الزام یہ ہے کہ یہی مسلمانوں کو کافر بنا کر سواد اسلام اور امت محمدیہ میں کمی کر رہے ہیں"

مضمون کے اختتام پر مدیر "سچ" نے مندرجہ ذیل نوٹ لکھا:۔

"جماعت علما پر ایک عام اعتراض ہے کہ وہ بعض فرقوں اور بعض افراد کی تکفیر کر کے تفریق امت و انتشار ملت کا سبب بن رہے ہیں۔ مضمون بالا، علماء کی طرف سے اس عام اعتراض کا جواب ہے۔ یہاں اسے صرف اس حیثیت سے درج کیا گیا ہے کہ اس میں علما کے نقطۂ نظر کی وضاحت سنجیدگی کے ساتھ کر دی گئی ہے۔ نہ اس لئے کہ سچ کو اس کے ہر جزئیہ سے اتفاق ہے"

(ہفت روزہ سچ لکھنؤ ۲۰ جون ۱۹۳۰ء صـ۹)